بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشگوئی مصلح موعود میں مضمر اِبتلاء

اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے:۔

(۱)’’ وَاِذْ اَخَذَاللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖن لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ o فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ o‘‘ (ال عمران آیت:۸۲۔۸۳)

ترجمہ۔اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔اب جو (شخص) اِس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

(۲)’’وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰے وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا o لِّیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِھِمْ وَاَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا o‘‘ (احزاب:۸۔۹)

ترجمہ۔اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے نبیوں سے اُن پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا تا کہ اللہ سچوں سے ان کے سچ کے متعلق سوال کرے اور کافروں کے لیے اس نے ایک دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ایک پختہ عہد (میثاق النبیین) لیا تھا اور وہ عہد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکے بعد آنے والے مصلح کی بشارت عطا فرمائی تھی۔چنانچہ ہر نبی نے حکم الٰہی کے مطابق اس بشارت کو اپنے پیروکاروں کے آگے خوب کھول کر بیان فرمادیا اور ساتھ ہی انہیں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ جب وہ موعود نشانات کیساتھ آئے تو اُسے مان لینا اور اُسکی مدد کرنا۔لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ہر نبی کی قوم کے اکثر افراد نے اپنے گذشتہ نبی کی اس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور بعد میں آنے والے اس موعود کا دلیری سے انکار کردیا اور اس طرح نہ صرف اس کی تکذیب کر کے عہد شکنی کے مرتکب ہوئے بلکہ فاسق بن کر ایمان کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ کو فرمانا پڑا۔

’’یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَایَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْابِہٖ یَسْتَھْزِءُ وْنَ ۔‘‘ (سورۃ یٰسین۔۳۱) ترجمہ۔ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اِس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

مختلف مذاہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر موعود مصلح کا اِنکار اُسکی قوم نے اس وجہ سے کیا کیونکہ اُس کی آمد یا اُس کا ظہور لوگوں میں مروج غلط خیالات یا توقعات یا عقائد کے برخلاف ہوا۔اب اِس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتا ہے۔کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔نہیں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ اس میں لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے کیونکہ وہ خود عقائد حقہ سے بھٹک کر غلط خیالات، غلط توقعات اور غلط عقائد کا شکار ہو جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔مثال کے طور پر حضرت مسیح ابن مریمؑ کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔لیکن جب حضرتِ مسیح ظاہر ہوئے تو وہ بیچارے غریب اور مسکین تھے۔اس لیے یہودیوں نے اُس کو قبول نہ کیا اور اس رد اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔کہ اُنہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کرلیا۔مزید برآں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بائبل میں اس طرح پیشگوئی موجود تھی کہ!

☆لیکن خدا آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔☆ (یسعیاہ باب نمبر ۷۔آیت نمبر ۱۵)

لیکن آج سے دو ہزار سال پہلے جب یہ ’’زکی غلام‘‘ ایک کنواری کے ہاں پیدا ہوا اور اُس نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے تو اُس کی قوم نے اُس کا یہ کہہ کر اِنکار کردیا کہ نعوذ باللہ تیری تو پیدائش ہی ناجائز ہے۔تو کس طرح نبی اور رسول ہوسکتا ہے اور اس طرح عہد شکنی کے مرتکب ہو گئے۔؟اسی طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی بشارت توریت اور انجیل میں کچھ اس طرح دی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:۔

☆خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔تم اُسکی سُننا۔۔۔۔میں اُن کیلئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالونگا۔☆ (اِستثنا:۱۵۔۱۹)

اِسی طرح حضرتِ عیسیٰؑ فرماتے ہیں:۔

☆میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تُم سے کہیں o لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جِسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا اور جو کچھ میں نے تُم سے کہا ہے وہ سب باتیں یاد دِلائیگا o۔۔۔اِسکے بعد میں تم سے بہت سی باتیں کرونگا کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُسکا کچھ نہیں o ☆(یُوحنا:۲۵۔۲۶۔۳۱)

لیکن جب یہ مثیل موسیٰؑ ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے کلام میں مثیلِ موسیٰ قرار دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱)''اَلَّـذِيْـنَ يَتَّبِـعُوْنَ الرَّسُوْلَالنَّبِىَّ الْاُمِّىَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ...'' (الاعراف:۱۵۸) وہ (لوگ) جو ہمارے اِس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں اُنکے پاس لکھا ہوا موجود ہے۔

(۲)''اِنَّـآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔'' (مزّمل:۱۶) اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اِسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

(۳)''قُـلْ اَرَئَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَشَاهِدٌ مِّنْ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِ ے الْـقَـوْمَ الـظّٰـلِمِيْنَ ۔'' (الاحقاف:۱۱) تو کہہ دے مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میری وحی خدا کی طرف سے ہوئی اور تم نے اِس کا اِنکار کر دیا، باوجود اِسکے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (یعنی موسیٰ) گواہی دے چُکا ہے کہ اِس کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا۔ پس وہ تو ایمان لے آیا اور تم تکبر سے کام لے رہے ہو۔ یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

(۴)''وَاِذْ قَـالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّ قًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْ رٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْ تِىْ مِنْ بَعْدِ ے اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآ ءَ هُمْ بِا لْبَيِّنٰتِ قَالُوْاهٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔''(صف:۷) اور جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو (کلام) میرے آنے سے پہلے نازل ہو چُکا ہے یعنی تورات، اُسکی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ رسول دلائل لے کر آ گیا، تو اُنہوں نے کہا یہ تو کُھلا کُھلا فریب ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیات اِس اَمر کی تصدیق فرما رہی ہیں کہ توریت (اِستثنا:۱۵۔۱۹) میں جس مثیل موسیٰ اور انجیل (یُوحنا:۲۵۔۲۶۔۳۱) میں دنیا کے جس سردار کی بشارت دی گئی تھی وہ ہمارے پیارے نبی آخر زماں ﷺ ہی تھے۔ لیکن بدقسمتی سے یہودیوں اور عیسائیوں نے ''تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے'' کے الفاظ سے غلطی کھا کر اِس عظیم الشان پیشگوئی کو محض بنی اسرائیل تک محدود کر دیا۔ حالانکہ بعد ازاں واقعات نے ثابت کر دیا کہ ''تیرے بھائیوں سے'' مراد اللہ تعالیٰ کی بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل تھی۔ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ربانی پیشگوئیوں میں بہت سارے اِسرار ہوتے ہیں اور قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہوئی ہوتی ہے سمجھ میں نہیں آ سکتے تو پھر دوسرے لوگ اِنکی حقیقت کو پا لینے کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں۔؟ اور یہ بھی یاد رہے کہ کسی ربانی پیشگوئی کا کوئی قطعی ایک پہلو نہیں ہوتا بلکہ کبھی ظاہری رنگ میں اور کبھی اِستعارہ کے رنگ میں پوری ہوتی ہے۔ ربانی پیشگوئیوں میں چونکہ خلق اللہ کی آزمائش بھی منظور ہوتی ہے لہٰذا پیشگوئیوں کے معاملہ میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ کسی بھی پیشگوئی پر اُسکے ظہور سے پہلے اجمالی طور پر ایمان لانا چاہیے اور اُسکی اصل حقیقت کو خوالہ بخدا کر دینا چاہیے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی تصانیف میں پیشگوئیوں کے معاملہ میں افرادِ جماعت کی بڑی راہنمائی فرمائی ہے اور افرادِ جماعت کو ہمیشہ اِن نصائح کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆اور یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں میں بعض امور کا اخفا اور بعض کا اِظہار ہوتا ہے۔ اور ایسا ہونا شاذ و نادر ہے کہ من کل الوجوہ اظہار ہی ہو کیونکہ پیشگوئیوں میں حضرت باری تعالیٰ کے ارادہ میں ایک قسم کی خلق اللہ کی آزمائش بھی منظور ہوتی ہے۔ اور اکثر پیشگوئیاں اس آیت کا مصداق ہوتی ہیں کہ یـضـل بـه كثيـراً ويهـدی بـه كثير اً۔ اسی وجہ سے ہمیشہ ظاہر پرست لوگ امتحان میں پڑ کر پیشگوئی کے ظہور کے وقت دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور زیادہ تر اِنکار کرنے والے اور حقیقت مقصودہ سے بےنصیب رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس رد اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کی توریت میں ہمارے سید مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور اُنکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہیں۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اِسی بنا پر اور اِسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری

صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اُنکے سخت منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری الفاظ کو ان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔ مثلاً ایلیا نبی کا آسمان سے اترنا اور خلق اللہ کی ہدایت کیلئے دنیا میں آنا بائبل میں اس طرح لکھا ہے کہ ایلیا نبی جو آسمان پر اٹھایا گیا پھر دوبارہ وہی نبی دنیا میں آئے گا۔ ان ظاہری الفاظ پر یہودیوں نے سخت پنجہ مارا ہوا ہے اور باوجودیکہ حضرت مسیح جیسے ایک بزرگوار نبی نے صاف صاف گواہی دی کہ وہ ایلیا جس کا آسمان سے اترنا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہی یحیٰ ذکریا کا بیٹا ہے کہ جو آپکا مرشد ہے لیکن یہودیوں نے قبول نہ کیا بلکہ اِنہی باتوں سے حضرت مسیح پر سخت ناراض ہو گئے اور حضرت مسیح کی نسبت یہ خیال کرنے لگے کہ وہ توریت کی عبارتوں کو اور اور معنی کر کے بگاڑنا چاہتا ہے کیونکہ انہیں اپنے جسمانی خیال کیوجہ سے پختہ طور پر امید لگی ہوئی تھی۔ ☆

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

☆ اب ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں توریت کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالیں کہ اگرچہ توریت کے دو مقام میں ایسی پیشگوئیاں ملتی ہیں کہ جو غور کرنیوالوں پر بشرطیکہ منصف بھی ہوں ظاہر کرتے ہیں کہ درحقیقت وہ ہمارے نبی ﷺ کے بارہ میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن کج بحثی کیلئے اِن میں گنجائش بھی بہت ہے۔ مثلاً توریت میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی قائم کرے گا۔ اس پیشگوئی میں مشکلات یہ ہیں کہ اسی توریت کے بعض مقامات میں بنی اسرائیل کو ہی بنی اسرائیل کے بھائی لکھا ہے۔ اور بعض جگہ بنی اسماعیل کو بھی بنی اسرائیل کا بھائی لکھا ہے۔ ایسا ہی دوسرے بھائیوں کا بھی ذکر ہے۔ اب اس بات کا قطعی اور بدیہی طور پر کیونکر فیصلہ ہو کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے مراد فقط بنی اسماعیل ہی ہیں بلکہ یہ لفظ کہ ''تیرے ہی درمیان سے'' لکھا ہے۔ زیادہ عبارت کو مشتبہ کرتا ہے۔ اور گو ہم لوگ بہت سے دلائل اور قرائن کو ایک جگہ جمع کر کے اور آنحضرت ﷺ اور حضرت موسیٰ میں جو مماثلت ہے بپایہ ثبوت پہنچا کر ایک حق کے طالب کے لیے نظری طور پر یہ بات ثابت کر دکھاتے ہیں کہ درحقیقت اس جگہ پیشگوئی کا مصداق بجز ہمارے نبی ﷺ کے اور کوئی شخص نہیں۔ لیکن یہ پیشگوئی ایسی صاف اور بدیہی تو نہیں کہ ہر ایک اجہل اور احمق کو اس کے ذریعہ سے ہم قائل کر سکیں بلکہ اس کا سمجھنا بھی پوری عقل کا محتاج ہے اور پھر سمجھانا بھی پوری عقل کا محتاج۔ اگر خدائے تعالیٰ کو اِبتلا خلق اللہ کا منظور نہ ہوتا اور ہر طرح سے کھلے کھلے طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا اِرادہ الٰہی ہوتا تو پھر اس طرح پر بیان کرنا چاہیے تھا۔ کہ اے موسیٰ میں تیرے بعد بائیسویں صدی میں ملک عرب میں بنی اسماعیل میں سے ایک نبی پیدا کروں گا جس کا نام محمد ﷺ ہوگا اور انکے باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا اور وہ مکہ شہر میں پیدا ہونگے اور اُن کا یہ حلیہ ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر ایسی کوئی پیشگوئی توریت میں لکھی جاتی تو کسی کو چون و چرا کرنے کی حاجت نہ رہتی اور تمام شریروں کے ہاتھ پیر باندھے جاتے لیکن خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ ایسا کرنے پر قادر نہ تھا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ بلاشبہ قادر تھا بلکہ اگر چاہتا تو اس سے بڑھ کر ایسے صاف صاف اور کھلے کھلے نشان لکھ دیتا کہ سب گردنیں ان کی طرف جھک جاتیں اور دنیا میں کوئی منکر نہ رہتا۔ مگر اس نے اس تصریح اور توضیح سے لکھنا اس لیے پسند نہیں کیا کہ ہمیشہ پیشگوئیوں میں ایک قسم کا اِبتلا بھی اسے منظور ہوتا ہے تا سمجھنے والے اور حق کے سچے طالب اِس کو سمجھ لیں اور جنکے نفسوں میں نخوت اور تکبر اور جلد بازی اور ظاہر بینی ہے وہ اِسکے قبول کرنے سے محروم رہ جائیں۔ ☆

(ایضاً۔ ۲۴۱ تا ۲۴۲)

یہ تھے حضرت بانئے جماعت احمدیہؑ کے الفاظ جن میں آپ نے دو عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر فرما کر مسلمانوں کو سمجھایا ہے کہ اِن پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی آزمائش کی تھی اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اِس آزمائش میں اِنکی اکثریت ناکام و نامراد ہو کر واصلِ جہنم ہوگئی۔ دراصل ایسی پیشگوئیاں یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا کا مصداق ہوتی ہیں لہٰذا ایسی پیشگوئیوں کے سلسلے میں بہت احتیاط اور فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔

اے افرادِ جماعت! آپ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اپنی اُمت کیلئے ایک مہدی و مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

(۱)۔ ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّىْ اَوْمِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِئُ اِسْمُه اِسْمِىْ وَاَبِيْهِ اِسْمُ اَبِىْ يَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔'' (ابوداؤد کتاب المھدی)۔ ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا اُس کا نام میرا نام اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(۲) ''وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ يَقُوْلُ الْمَهْدِىُّ مِنْ عِتْرَتِىْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرماتے تھے مہدی میری عترت اولادِ فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ روایت کیا اسکو ابوابوداؤد نے۔'' (مشکوٰۃ شریف جلد۳ صفحہ ۲۸)

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اِن کھلے کھلے الفاظ کے باوجود آپ ﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی حضرت مہدیؑ کیا اولادِ فاطمہؓ یعنی سادات میں سے پیدا ہوا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔ اُمت مسلمہ کی اکثریت ماسوائے جماعتِ احمدیہ آج تک اُس مہدی کا سادات میں پیدا ہونے کا انتظار کر رہی ہے جبکہ وہ ایک صدی قبل ایک دوسری قوم میں پیدا ہو کر ظاہر بھی ہو گیا۔ جب آنحضور ﷺ کی اس عظیم الشان پیش گوئی کے مطابق وہ مہدی اور مسیح موعود قادیان میں ظاہر ہوا تو مسلمانوں کی کتنی تعداد نے اُسے قبول کیا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اُمت کی ایک قلیل تعداد اُس پر ایمان لائی۔ اب کیا اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی اس پیشگوئی میں آپکی اُمت کی آزمائش نہیں کی تھی۔؟

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مہدی اور مسیح ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اُمتی رسول اور نبی بھی تھے۔ نبی ہونے کی حیثیت میں یہ لازمی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میثاق النبیین کے مطابق آپؑ سے بھی کوئی پختہ عہد لیا ہوگا۔ باالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی آپ کے بعد آنے والے کسی موعود کی خبر یا بشارت دی ہوگی۔ کیا اس آئندہ آنے والے وجود کی خبر، بشارت یا وعدہ کا ذکر اُس کلام اِلٰہی میں موجود ہے جو کہ آپ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں والا عہد یقیناً آپ سے بھی لیا تھا۔ آپؑ کو بھی آئندہ آنے والے موعود کی بشارت عطا فرمائی اور اُسکی علامتیں بھی خوب کھول کر بتائیں تھیں۔ جیسا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مذکور درجِ ذیل الہامی کلام سے ظاہر ہے:۔

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظھر الاول و الاخر۔ مظھر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مشتہر ہونے کے بعد پورے ہندوستان میں ایک شور پڑ گیا اور لوگ نہایت ذوق وشوق کیساتھ اس موعود فرزند کی راہ دیکھنے لگے۔ اور بعض تو اِس فرزندِ موعود کو مہدی خیال کرنے لگے جسکی خبر دین اسلام میں موجود ہے۔ جیسا کہ سیرت المہدی کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے:۔

☆ بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نابود اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا۔☆ (سیرت المہدی۔ مؤلف مرزا بشیر احمد۔ جلد اول روایت نمبر ۱۱۳۔ صفحہ ۸۷)

اِس الہامی پیشگوئی کے ڈیڑھ سال بعد مورخہ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کے دن حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے اِس فرزند کا نام بشیر احمد رکھا۔ اسی دن آپؑ نے ایک اشتہار بنام ''خوشخبری'' شائع فرمایا۔ آپؑ اس اشتہار کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں:۔

☆ اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جسکے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔☆ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد کی پیدائش پر اِسے ''مولود مسعود'' کا نام دے کر اِس کے متعلق پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ فرما دیا تھا لیکن رضائے اِلٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔اب اگر بنظرِ غور دیکھا جائے تو صاحبزادہ بشیر احمد اول کی وفات کیساتھ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کا اِبتلاء شروع ہو گیا تھا۔جیسا کہ حضورؑ بذاتِ خود ارشاد فرماتے ہیں:۔

☆اِس (بشیر اول کی موت) موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا:۔

اَحسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ ۔شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَتَوَلَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ ۔اِنَّ الصَّابِرِیْنَ یُوَفّٰی اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ترجمہ۔اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کیلئے ایک ضروری اَمر تھا۔اور جو کچے تھے، وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہو گئے۔اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا۔یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرما دیا۔کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے۔جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے ان کے لیے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔اور کوتہ بینوں کی نظر میں حیرتناک۔☆ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ)

اب اگرچہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی بشارت تو ہو چکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد بھی مصلح موعود سے متعلق الہامی بشارات اُنہی الفاظ اور علامات کیساتھ جن کا نزول ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ہو چکا تھا قریباً آپ کی وفات تک آپؑ پر نازل فرماتا رہا ہے۔جیسا کہ درج ذیل مبشر الہامات سے ظاہر ہے۔

(۲) ۱۸۹۴ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ''۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۶ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ''۔ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴) ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔''اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا''۔یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ''۔ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ''۔ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰،۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ''۔ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸) ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ''۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔''(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔(۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت''۔(تذکرہ ۶۲۲ بحوالہ بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰) ۶،۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔''سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ......آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' (تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُس کی بعثت کی اغراض کثیرہ کا بھی ذکر ہو چکا تھا۔اب

اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی الہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی اس مفصل الہامی پیشگوئی کے بعد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں مصلح موعود سے متعلق مبشر کلام الٰہی حضورؑ کی وفات تک نازل ہوتا رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی کی غرض وغایت کیا تھی۔؟ مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟ جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اِس مبشر کلام الٰہی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعود کو اور آپکی معرفت آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔ وہ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ آخری بشارت یعنی ۶/۷۔نومبر۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس مبشر کلام الٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔ یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔ لہٰذا مصلح موعود نے قرآن مجید کی روشنی میں اپنی آخری بشارت ۶/۷۔نومبر۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف حضورؑ کے سارے لڑکے بشمول بشیرالدین محمود احمد بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶/۷۔نومبر۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود سے متعلق اِن مبشر الہامات کی حقیقت اِس عاجز پر اسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حیاتِ مسیح ناصریؑ کی حقیقت منکشف فرمائی تھی۔ ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بارے میں اپنی سنت میں نعوذ باللہ کچھ تھوڑی سی تبدیلی پیدا کرلی ہو۔؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ممکن نہیں اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تخلّف ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا اپنے پاک کلام میں خود وعدہ فرمایا ہے۔ اور ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلُ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِيۡلًا (سورۃ فتح آیت:۲۴) اللہ کی اس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

جس طرح عالم اسلام میں حیات مسیح اور حضرتِ مسیح کے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ ہم اس عقیدہ کو کم ازکم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ کیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اس سے آگے غور وفکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے کیلئے مجبور کر دیا گیا۔ ہم نے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق مبشر الہامات پر نہ کبھی غور وفکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی کبھی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام اِلٰہی ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اول نہیں تو پھر ضرور یہ بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ۔ ہمارا ایسا خیال قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق اِلہامی کلام ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتا اور اس طرح آنیوالا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ اُدھر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی بننے کے بعد تاک میں بیٹھے ہوئے تھے اور اُن پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار تھا۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا۔ وہ قرآن کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر الہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں مجھے (مرزا بشیر الدین محمود احمد) تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نزولِ مسیح ابن مریم کی پیشگوئی میں اُمت محمدیہ کی سخت آزمائش ہوچکی ہے۔ یہاں سوال ہے کہ اس آزمائش میں اُمتِ محمدیہ کی کتنی تعداد کامیاب ہوئی تھی۔؟ سب جانتے ہیں کہ ایک معمولی تعداد اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد آج بھی نزولِ مسیح ابن مریم کے متعلق غلطی خوردہ ہے۔ اسی طرح پیشگوئی مصلح موعود میں جماعتِ احمدیہ کی اُمتِ محمدیہ سے بھی کہیں زیادہ سخت آزمائش ہوئی ہے کیونکہ اس پیشگوئی کے معاملہ میں نہ صرف کچھ لوگ خود گمراہ ہوئے بلکہ انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی ایک کثیر تعداد کو بھی گمراہ کیا ہوا ہے۔ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ ایسی پیشگوئیاں يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا وَّ يَهۡدِىۡ بِهٖ كَثِيۡرًا (البقرہ۔۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

”یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔“ (ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۲۳۹)

میری افرادِ جماعت سے درخواست ہے کہ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اس میں یہودیوں اور نصاریٰ کی آزمائش ہوچکی ہے۔ اور جو پیشگوئی

آپ ﷺ نے اپنے روحانی غلام (مہدی معہود و مسیح موعود) کے متعلق بیان کی تھی اس میں بھی آپ ﷺ کی اُمت کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) کی الہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی ہے۔؟ ؎ کچھ تو سوچو خدا کیلئے ۔ سیّد الخلق مصطفےٰ کیلئے

جہاں تک غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے نزول کا تعلق ہے تو ظاہر ہے جب اللہ تعالیٰ اُس کا نزول فرمائے گا تبھی وہ نازل ہوگا۔ اور جب وہ نازل ہوگا تب لازماً اِلٰہی ماموروں سے متعلق عمومی علامات اُس کے وجود میں ضرور پوری ہوں گی۔ یہ عمومی علامات درجِ ذیل ہیں۔

مصلح موعود سے متعلق عمومی علامات

(۱) مصلح موعود منہاج نبوت پر آئے گا

جس طرح پہلے نبی اور رسول اس دنیا میں مبعوث ہوئے تھے اِسی طرح مصلح موعود بھی منہاج نبوت پر آئے گا۔ لوگ یا کوئی نظام اُسے مصلح موعود نہیں بنائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اُسے روح القدس کے ساتھ کھڑا کرے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ خود مدعی کو اُسکے مصلح موعود ہونے کی خبر نہیں دے گا، اُس وقت تک اُسے اپنے مصلح موعود ہونے کا مطلقاً خیال تک نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے پہلے وہ کوئی اندازے نہیں لگائے گا۔ مثلاً وہ خلیفہ ثانی کی طرح یہ نہیں کہتا پھرے گا کہ!

(i) ''مصلح موعود تو میں ہی ہوں لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں'' (احمدیت۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)

(ii) ''انکشافِ الٰہی سے پہلے وہ یہ نہیں کہے گا کہ پیشگوئی مصلح موعود کی غرض و غایت اللہ تعالیٰ نے میرے وجود میں پوری کر دی ہے وغیرہ۔'' (ایضاً)

(iii) ''وہ یہ نہیں کہے گا کہ دعویٰ نہ کر کے میں ایک غلطی سے بچ گیا ہوں'' (مضمون پیشگوئی مصلح موعود اور خلافت رابعہ صفحہ ا مصنف فضل الٰہی انوری بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۰)

(iv) ''وہ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ڈھکوسلے اور تک بندیاں نہیں لگا تا پھرے گا'' وغیرہ۔ (الموعود صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۲)

ایسے بیانات اور ایسے ڈھکوسلے ایک مکار ہی لگا سکتا ہے جس کے اعصاب پر یہ الہامی پیشگوئی سوار ہو اور جس کی نظریں اس پیشگوئی پر جمی ہوئی ہوں۔ یاد رہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قطعی اِنکشاف، قطعی یقین اور قطعی الہامی ثبوت کیساتھ کھڑا ہو گا اور جب وہ قطعی الہامی ثبوت کے ساتھ اپنا دعویٰ کسی خاندانی انتخابی خلیفے کے آگے پیش کرے گا تو وہ خلیفہ غم میں نڈھال ہو کر اسٹیج (Dais) پر گرتا پھرے گا۔ اور کیا یہ عجوبہ جماعت احمدیہ نے مورخہ ۵۔ جولائی ۲۰۰۲ء بروز جمعہ ایم ٹی اے پر دیکھا نہیں ہے۔؟

(۲) وہ اپنے وقت اور موسم پر آئے گا

یاد رہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہوئے تھے۔ چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہونے والا اور چودھویں صدی کے اِختتام سے بہت پہلے فوت ہو جانیوالا کوئی بھی وجود پندرھویں صدی ہجری کا مجدد اور مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ جس طرح پہلے انبیاء اور مجددین اپنے وقت اور اپنے موسم پر تشریف لاتے رہے اِسی طرح افرادِ جماعت احمدیہ کا موعود نجات دہندہ یعنی مصلح موعود بھی وعدہ اِلٰہی اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہو گا اور ممکن نہیں کہ اس میں کوئی تخلف ہو۔

(۳) وہ ایک اِبتلاء کیساتھ آئے گا

یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول اور مصلح دنیا میں مبعوث ہو اور وہ اپنے ساتھ کوئی اِبتلاء نہ لائے۔ ضرور ہے کہ سچا مصلح جب دنیا میں ظاہر ہو تو وہ خود بھی اِبتلاء میں سے گزرے اور جس قوم یا جماعت میں ظاہر ہو اُس کیلئے بھی ایک اِبتلاء لائے۔ یہ سُنتِ انبیاء ہے اور ممکن نہیں مصلح موعود اِس سنت سے باہر رہے۔

(۴) وہ سنگین اغلاط کی اصلاح کیلئے آئے گا

جس طرح پہلے نبی اور رسول اپنے اپنے وقتوں میں غلطیوں کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوئے تھے اِسی طرح موعود مصلح نے بھی بعض سنگین اغلاط کی اِصلاح کیلئے آنا ہے۔ آج ہر احمدی جماعت کے حال سے آگاہ ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن آپ لوگ جانتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ایک غلط دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے کے لیے ایک مذہبی اور روحانی جماعت کو ایک غیر اسلامی نظام کیساتھ ایک مذہبی مافیا میں بدل دیا ہے۔ اِس سے بڑا کسی روحانی جماعت اور لوگوں پر اور کیا ستم ہو گا۔؟

(۵) جماعت کی اکثریت مصلح موعود کو قبول نہیں کرے گی

سرورِ کائنات خیر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جب مکہ میں مبعوث ہوئے تو آپکی قوم نے آپ کی شدید مخالفت کی۔ ساری زندگی آپ ﷺ منکرین کے ہاتھوں سے دُکھ اُٹھاتے

اور اُن سے جنگیں لڑتے رہے۔ اِسی طرح آپ ﷺ کے غلام حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی ساری عمر مخالفوں سے دُکھ اُٹھاتے اور مقدمے لڑتے رہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے غلام کا تو قوم انکار کرے لیکن آپ ﷺ کے غلام کا غلام یعنی مصلح موعود جب دنیا میں مبعوث ہو تو اُسکی قوم یعنی جماعتِ احمدیہ اُس کے آگے آنکھیں بچھائے اور اُسکے گلے میں ہار ڈالتی پھرے۔؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ ثانی کی طرح کسی نبی اور رسول نے اپنا دعویٰ لوگوں سے نہیں منوایا تھا اور نہ ہی آئندہ آنیوالا مصلح موعود ایسا کرے گا۔ ضرور ہے کہ جو بھی منہاجِ نبوت پر آئے تو سنتِ انبیاء کے مطابق اُس کا انکار کیا جائے۔ پہلے انبیاء اور رسولوں کی طرح مصلح موعود کا بھی یقیناً اِنکار ہوگا۔ بعض لوگ جنکے مفادات کسی جھوٹے دعویٰ سے وابستہ ہونگے وہ اُسکی شدید مخالفت کریں گے۔ بعض دیگر جو نیک دل ہوں گے اُن کی بھی یہ حالت بنادی جائے گی کہ وہ چاہتے ہوئے بھی سچائی کو قبول کرنے کا خطرہ مول نہیں لیں گے۔ جس طرح پہلے انبیاء اور رسولوں نے اپنی اپنی قوموں کو طاقت سے نہیں بلکہ دلائل اور براہین سے لاجواب کیا تھا اِسی طرح مصلح موعود بھی اپنے مخالفین کو دلائل اور براہین سے ساقط کرے گا اور یہی اُسکی سچائی کا نشان ہوگا۔ فَتَدَبَّرُوا اَيُّهَا الْعَاقِلُوْن۔

(۶) مسیحائی نفس مصلح موعود غربت کے لباس میں ظاہر ہوگا

جس طرح پہلے نبی اور رسول غریبوں اور مسکینوں میں سے کھڑے کیے گئے تھے اسی طرح موعود مصلح بھی غربت کے لباس میں ظاہر ہوگا۔ چونکہ وہ مسیحائی نفس ہونے کے لحاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا مثیل ہوگا لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض لوگ اُسے اِس روحانی مقام و مرتبہ کیلئے غیر موزوں قرار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔ ''اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه ط (الانعام:۱۲۵) اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں رکھے۔؟ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے بھی اپنے رسالہ ''الوصیت'' میں فرمایا ہے:۔ ''اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

احبابِ جماعت کیلئے لمحہ فکریہ

اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ دینِ اسلام کو اتنا نقصان اِسکے مخالفوں اور دشمنوں نے نہیں پہنچایا جتنا خود مسلمان کہلوانے والوں نے پہنچایا ہے۔ یہی مصیبت احمدیت کو بھی لاحق ہوگئی۔ احمدیت کو بھی اتنا نقصان اِسکے مخالفوں نے نہیں پہنچایا جتنا کہ بانئے سلسلہ کی جسمانی اولاد نے پہنچایا ہے۔ بانئے سلسلہ نے تو ہمیں آزادیٔ ضمیر کی نعمت اور دولت کی قدر و قیمت سے آگاہ فرمایا تھا لیکن آپکے بعد آپکے جسمانی بیٹے نے ہم سے یہ نعمت ہی سلب کرلی۔ آج ہمارا المیّہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں احمدی نونہال کے پیدا ہوتے ہی اُس کے سر پر محمودیت کا کلبوت چڑھا دیا جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ بیچارہ ساری عمر خلافت کی برکات اور اپنے مصلح موعود کے گُن گاتا رہتا ہے۔ اس علمی اور فکری گھٹن اور جبر کی حالت میں کیا ہم اپنے بچوں سے غلبہ اسلام کی توقع رکھ سکتے ہیں۔؟ کیا شکنجے میں جکڑے ہوئے دماغوں کو آزاد کیے بغیر ہم علم و حکمت کے میدان میں دنیا کے امام بن سکتے ہیں۔؟ کیا یہ ''اسیرانِ راہ مولا'' علم و معرفت کے میدان میں کوئی کمال حاصل کرسکتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں۔ اگر ہم عظمت رسول ﷺ اور غلبہ اسلام چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے آزادیٔ ضمیر کیلئے جدو جہد کرنا ہوگی کیونکہ ہماری پستی کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں۔

قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کے ساتھ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ خلیفہ ثانی سمیت حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور اس طرح خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا اور جماعت احمدیہ میں ایک سنگین جرم اور فساد تھا۔ اپنے اس جھوٹ کو دوام دینے اور سچ کو دبانے کیلئے آپ نے نظام کی شکل میں نہ صرف ایک فوج تیار کی بلکہ تقسیم کرو اور حکومت کرو (Divide and rule) کی پالیسی کے تحت جماعت کو مختلف طبقات میں تقسیم کر دیا۔ اِس تقسیم کا مقصد افرادِ جماعت کی بہتر نگرانی (نگرانی سے مراد صرف یہ کہ کوئی ذہنی طور پر بیدار نہ ہوجائے) کیساتھ ساتھ یہ بھی تھا کہ وہ ایک غیر جمہوری اور غیر اسلامی نظام میں عہدوں کے لالچ میں باہم دست و گریباں رہیں گے۔ اور بدقسمتی سے آج جماعت احمدیہ میں یہی تماشہ دیکھنے میں آرہا ہے۔؟ اس سے بڑھ کر اور کیا حیرانی ہوسکتی ہے کہ افرادِ جماعت آنکھیں بند کرکے ایک غیر عقلی اور غیر قرآنی دعویٰ مصلح موعود کا دفاع کررہے ہیں جس میں کوئی بھی صداقت نہیں؟ جماعت احمدیہ پہلے ہی دولخت کردی گئی ہے۔ آج اگر آپ اس موقعہ پر غافل رہے اور آپ نے اپنے ارباب و اختیار کا محاسبہ کرکے اس سنگین غلطی کا سدباب نہ کیا تو تاریخ تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی کیونکہ!

فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے ۔ کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

عبدالغفار جنبہ۔ کیل۔ جرمنی

مورخہ۔ ۲۰۔ نومبر ۲۰۰۸ء